حضرۃ العلّام مولانا
اللہ یار خان
رحمۃ اللہ علیہ

بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِدارہ نقشبندیہ اویسیّہ
دارالعرفان، منارہ، ضلع چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذریتہٖ اجمعین یاایہا النبی قل لازواجک

وبنٰتک ونساء المومنین یدنین علیہن من جلابیبہن ذلک

ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفورا رحیما ۔

باب اوّل

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح اور اولاد ـــــ اس باب میں چار امور کی وضاحت ہوگی۔

۱ ـــ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خدیجہؓ کا نکاح کس سے ہوا؟

۲ ـــ ان سے کوئی اولاد ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون کونسے بیٹے اور بیٹیاں تھیں؟

۳ ـــ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہنیں اور حقیقی بھائی اور اُن کی اولاد۔

۴ ـــ کیا آپؓ کی کوئی بھانجی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آپکے پاس پرورش پاتی رہی؟

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شجرۂ نسب

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب۔

(عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب صـ۵۳ نسب قریش صـ۲۲۸)

خویلد کی اولاد

" فولد خویلد بن اسد عدیا وحزامًا والعوام ورقیقۃ امھم منینۃ بنت الحارث بن جابر بن وھب بن نسیب بن زید " (نسب قریش صـ۲۳۰، ۲۲۹)

خویلد کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی جس کا نام رقیقہ تھا۔ اُن کی ماں منینہ تھی۔ رقیقہ کا نکاح عبد بن بجاد سے ہوا۔ اس سے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امیمہ تھا۔

" ولدت رقیقہ بنت خویلد امیمۃ بنت عبد بن بجاد بن عمیر بن الحارث بن حارث " (نسب قریش صـ۲۲۹)

خویلد کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نوفل تھا اس کو ابن عدویہ کہتے ہیں

" نوفل بن خویلد ھو الذی یقال لہ ابن عدویہ امہ عمۃ بدیل بن ورقاء بن عبد العزیٰ وھی بنت عبد العزیٰ بن ربیعہ بن حزن " (نسب قریش،

نوفل بن خویلد کی اولاد آگے نہ چلی اور عدی بن خویلد کی اولاد بھی آگے نہ چلی۔

" انقرض ولد نوفل بن خویلد واما عدی فقد انقرض ولدہ " (نسب قریش صـ۲۳۱)

خویلد کی تیسری بیوی سے اولاد

وخدیجۃ وھالۃ ابنتی خویلد امھم فاطمہ بنت زائدہ بن جندب بن ھرم بن رواحہ فاما ھالہ بنت خویلد فولدت ابا العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس یقال لہ الامین زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما خدیجۃ بنت خویلد فولدت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القاسم والطاھر وکان یقال لہ الطاھر والطیب ولد بعد النبوۃ ومات صغیرا واسمہٗ عبد اللہ وفاطمہ وزینب و ام کلثوم ورقیۃ۔ (نسب قریش صـ۲۳۰) ترجمہ: خدیجہ اور ہالہ دونوں خویلد کی بیٹیاں ہیں ان کی ماں فاطمہ ہے ہالہ کا ایک لڑکا، ابو العاص بن الربیع ہوا جسے امین کہتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح زینب بنت رسول اللہ کے ساتھ کیا۔ خدیجہ بنت خویلد کے ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قاسم اور طاہر جنھیں طیب بھی کہا جاتا ہے نبوّت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں فوت ہوئے اور فاطمہ، زینب، اُم کلثوم اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

(فائدہ) ۱ ـــ حضرت خدیجہؓ کی حقیقی بہن ہالہ تھی جس کا ایک ہی بیٹا ہوا۔ اس کا نام ابو العاص تھا۔

۲ ـــ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح اسی ابو العاص سے کیا۔

۳ ـــ ہالہ کی کوئی بیٹی پیدا نہیں ہوئی۔

۴ ـــ حضرت خدیجہؓ کی ایک بہن رقیقہ تھی جس کی ماں دوسری تھی۔ اس رقیقہ سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام امیمہ ہے۔

۵ ـــ حضرت خدیجہؓ کی چار بیٹیاں تھیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوئیں۔ فاطمہؓ۔ زینبؓ۔ ام کلثومؓ اور رقیہؓ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

علامہ اردبیلی نے کشف الغمہ میں اور مُلّا باقر مجلسی نے حیات القلوب ۲: ۹۱ پر اور صفحہ ۲۸ پر بیان کیا ہے:

پیش از آنکہ حضرت او را تزویج نماید عتیق بن عائذ مخزومی او را تزویج کردہ بود و از و دخترے بہم رسانید و بعد از و ابو ہالہ اسدی او را تزویج کرد و ہند بن ابی ہالہ را از و بہم رسانید"

ترجمہ: حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے پہلے حضرت خدیجہؓ کا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا۔ اس سے ایک لڑکی ہوئی اس کے بعد ابو ہالہ اسدی سے نکاح ہوا۔ اس سے ایک لڑکا ہند ہوا۔

اور پھر صـ۹۱ پر:

اوّل مرتبہ خدیجہ را عتیق بن عائذ مخزومی خواست و از و دخترے بہم رسید و بعد از عتیق بن عائذ، ابو ہالہ بن زرارہ تیمی او را نکاح کرد و ہند بن ہند از و متولد شد و بعد از و رسولِ خدا او را بحبالہ خود آورد۔

ترجمہ:

مُلّا باقر مجلسی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ

۱ ـــ حضرت خدیجہ کی عتیق سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کے نام کا ذکر نہیں اور یہ بھی ذکر نہیں کہ زندہ رہی یا مر گئی۔ اگر زندہ رہی تو اس کا نکاح کس سے ہوا؟

۲ ـــ حضرت خدیجہ کی کوئی لڑکی زینب، رقیہ یا اُم کلثوم پہلے خاوندوں سے پیدا نہیں ہوئی۔

اور نسب قریش صـ۲۲، صـ۲۷، صـ۲۳۴ پر ذرا تفصیل ملتی ہے۔

وکان مولد ابرھیم فی ذی الحجہ سنۃ ثمان من الھجرۃ مات (ای ابراھیم) بالمدینۃ وھو ابن ثمانیۃ عشر شھرا واخوہ ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لامھم ھندہ بنت عتیق بن عائذ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم و ھند بن ابی ھالہ بناش بن زرارہ وھالہ بنت ابی ھالہ وابو ھالہ من بنی اسید بن عمرو بن تمیم"

ترجمہ: ذی الحجہ ۸ھ میں ابراہیم پیدا ہوئے اور جب وہ اٹھارہ ۱۸ ماہ کے تھے مدینہ میں فوت ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے بہن بھائی جو دوسری ماؤں سے تھے وہ یہ تھے ہندہ بنت عتیق اور ہند بن ابو ہالہ اور ہالہ بنت ابو ہالہ۔

اور نسب قریش صـ۲۳۲ پر عائذ کے کئی بیٹے لکھے ہیں ایک عتیق زوج خدیجۃ الکبریٰؓ سے دوسرا امیہ بن عائذ اور اس اُمیہ کا بیٹا صفی جس کی والدہ ہندہ بنت عتیق تھی اور امیہ کا بیٹا محمد بن صفی جسکی اولاد آگے نہیں چلی۔

اس سے معلوم ہوا کہ

۱ ـــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دو لڑکیاں ہوئیں ہندہ عتیق سے اور ہالہ، ابو ہالہ سے۔

۲ ـــ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے وہ دونوں فوت ہوگئیں۔

اس سے پہلے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی حقیقی بہن ہالہ کی کوئی لڑکی نہیں تھی صرف ایک لڑکا ابو العاص تھا۔ اس لئے اس کا کوئی امکان نہیں کہ سابقہ خاوندوں سے کوئی لڑکی حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر آکر پلی ہو۔

نقشہ ہائے نسب ملاحظہ ہو:
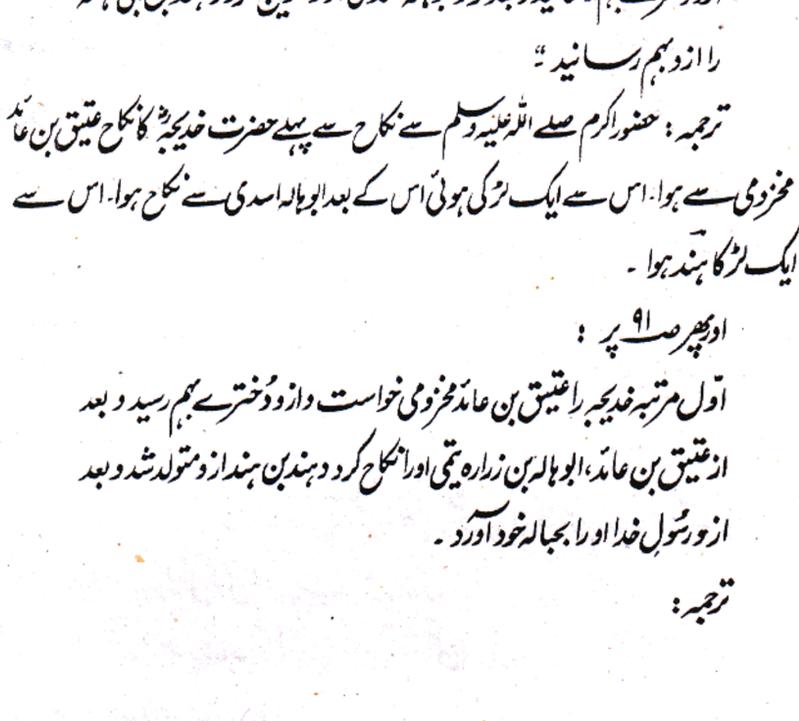
خاوند
خویلد
بیوی منینہ — بیوی عدویہ — بیوی فاطمہ
رقیقہ — العوام — حزام — عدی — نوفل
امیمہ
خدیجہؓ — ہالہ
ابو العاص
خدیجہ + عتیق — خدیجہ + ابو ہالہ — خدیجہؓ + محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہندہ — ہند — ہالہ
قاسمؓ — طاہرؓ — فاطمہؓ — رقیہؓ — ام کلثومؓ — زینبؓ
عتیق + دوسری بیوی
امیہ
صفی

باب دوم

تعداد بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ

۱ ـــــ لفظ "بنات" جمع قلت ہے جس میں نو تک تعداد آسکتی ہے ملاحظہ ہو "روح المعانی"۔

۲ ـــــ نزولِ آیت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوان بالغہ بیٹیاں تھیں جنھیں پردہ کا حکم دیا گیا۔ ان دونوں امور کی تاویل کر کے حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت ضروری ہے۔

(۱) لفظ "بنات" جمع کا صیغہ محض تعظیم کے لئے ہے مراد صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہؓ ہے۔

الجواب : آیت میں احکامِ تکلیفیہ بیان ہو رہے ہیں عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ مقام مدح و ثنا نہیں ہے ہاں کوئی قرینہ موجود ہو تو مراد لی جا سکتی ہے مگر یہاں کوئی قرینہ موجود نہیں۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیوں یعنی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی بیٹیوں کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال ہوا۔

الجواب : نزولِ آیت کے وقت کوئی جوان بالغہ نواسی موجود نہیں تھی۔ یہ تکلیفی خطاب ہے غیر مکلف مخاطب نہیں ہو سکتا۔

(۳) لفظ ابن اور بنت اور اس کی جمع بنات بیٹی، نواسی وغیرہ سب پر بولا جاتا ہے۔ ہاں! اگر لفظ "ولد" ہوتا تو صرف حقیقی بیٹیاں مراد ہوتیں۔

الجواب : حصہ اول کا جواب اوپر ۲ کے تحت آچکا ہے رہا لفظ "ولد" تو یہ ہمیشہ حقیقی بیٹیوں کے لئے نہیں بولا جاتا۔ قرآن مجید میں متبنیٰ ادعائی بیٹوں پر بھی لفظ بولا گیا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ : " وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا " اور " وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا "

دونوں موقعوں پر لفظ "ولد" بولا گیا ہے اور مراد متبنیٰ ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ آیت میں لفظ "بنات" حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کتنی تھیں؟

۱ ـــــ آیت میں لفظ "بنات" ہے جو جمع قلت ہے اس لئے آیت سے صاف ظاہر ہے کہ تین سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔

۲ ـــــ اصول کافی معہ شرح صافی باب التاریخ ۱ : ۱۴۷ "وتزوج خدیجه وهو بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقيه وزينب وام كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر والفاطمة "

ترجمہ : جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس برس سے کچھ اوپر تھی حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا اور بعثت سے قبل خدیجہ کے بطن سے آپ کے لڑکے قاسم اور لڑکیاں رقیہؓ زینبؓ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ اور بعثت کے بعد طیبؓ طاہر اور فاطمہؓ پیدا ہوئے۔

شارح نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے،

"پس زادہ شد برائے او از خدیجہؓ پیش از رسالت او قاسمؓ و رقیہؓ و زینبؓ و ام کلثوم و زادہ شد برائے او بعد رسالت او طیبؓ و طاہرؓ و فاطمہؓ "

اصول کافی کے بیان سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئیں۔

۳ ـــــ تذکرۃ المعصومین ص۶ : "تزوج خديجه وهو ابن بضع وعشرين سنة فولدت له قبل مبعثه رقيه وام كلثوم وزينب "

ترجمہ : جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس برس سے کچھ زائد تھی حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا اور بعثت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تین بیٹیاں رقیہ، ام کلثوم اور زینب پیدا ہوئیں۔

۴ ـــــ حیات القلوب ۱ : ۷۹ از ملا باقر مجلسی :

"و بسند معتبر منقول است کہ سلیمان بن خالد بحضرت صادق عرض کرد کہ فدائے تو شوم مردم گویند کہ آدم دختر خود را بہ پسران خود تزویج کرد فرمود کہ بلے مردم چنیں می گویند لیکن اے سلیمان مگر نمیدانی کہ رسولِ خدا فرمود کہ اگر میدانستم کہ آدم دخترش و پسرش نکاح کردہ ہر آئینہ من زینب را بقاسم می کردم و دین آدم را ترک نمی کردم "

ترجمہ : معتبر سند کے ساتھ نقل ہے کہ سلیمان بن خالد نے امام جعفر صادق سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے اپنی لڑکیوں کے نکاح اپنے بیٹوں کے ساتھ کئے فرمایا ہاں لوگ ایسا ہی کہتے ہیں مگر سلیمان تجھے علم نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے سے کیا تو میں زینبؓ کا قاسم سے کرتا اور دینِ آدم کو ترک نہ کرتا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ زینب، حضرت قاسم ابن رسول اللہ کی حقیقی بہن تھی۔ یہ قولِ رسول ہے اور بیان کرنے والے امام جعفر صادق ہیں۔

۵ ـــــ استبصار ۱ : ۲۴۵ " فقال ابو عبد الله عليه السلام وان زينب بنت النبي صلى الله عليه وسلم توفيت وان فاطمه عليها السلام خرجت في نسائها فصلت على اختها "

ترجمہ : امام جعفر صادق نے فرمایا کہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئی تو حضرت فاطمہ عورتوں کے ساتھ گھر سے نکلیں اور اپنی بہن کا جنازہ پڑھا۔

امام جعفر صادق نے اس روایت میں حضرت زینبؓ کو

(ا) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی فرمایا۔

(ب) حضرت زینبؓ کو حضرت فاطمہؓ کی حقیقی بہن فرمایا۔

(ج) حضرت فاطمہؓ کا اپنی بہن کے جنازہ کے لئے گھر سے نکلنا ذکر کیا۔

۶ ـــــ خصال شیخ صدوق ۲ : ۱۶۷ : عن ابی عبد الله علیه السلام قال ولد لرسول عن خديجه القاسم والطاهر وعبد الله وام كلثوم ورقيه وزينب وفاطمه وتزوج ابو العاص بن الربيع وهو رجل من بني امية زينب، تزوج عثمان بن عفان ام كلثوم فماتت ولم يدخل بها فلما ساروا الى بدر زوجه رسول الله رقية ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا حميرا فان الله تبارك وتعالىٰ وبارك في الودود والمولود ان خديجة رحمها الله ولدت مني طاهرا وهو عبد الله وهو المطهر وولدت مني القاسم وفاطمه ورقية وام كلثوم وزينب "

ترجمہ : امام جعفر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے قاسمؓ اور طاہرؓ اور چار بیٹیاں رقیہ، ام کلثوم، زینبؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ فاطمہؓ کا نکاح علی بن ابی طالب سے ہوا زینبؓ کا نکاح ابو العاص بن ربیع اموی سے ہوا۔ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان سے ہوا۔ رخصتی سے پہلے وہ فوت ہو گئی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ کا نکاح عثمان سے کر دیا جب بدر کی طرف جانے لگے پھر حضور نے فرمایا اے حمیرا! (عائشہ) اللہ نے اس عورت میں برکت رکھی ہے جو بچوں سے محبت کرتی ہے اور خدیجہ۔ اللہ اس پر رحم کرے اس سے میرے بیٹے طاہر اور قاسم اور میری بیٹیاں فاطمہ، رقیہ، ام کلثوم اور زینب پیدا ہوئیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ :

(ا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے اپنی چار بیٹیوں کے نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان فرمائے۔

(ب) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ یہ میری ساری بیٹیاں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھیں۔

(ج) پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے دعا فرمائی۔

(د) امام جعفر صادق نے اس روایت کی تصدیق فرمائی۔

(ر) امام جعفر صادق نے نہ صرف چار بیٹیوں کے نام لئے بلکہ ان کے نکاح کی تفصیل بھی بتائی۔

۷ ـــــ حیات القلوب ۲ : ۷۱۸

"بہ سند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسولِ خدا متولد شدند طاہرؓ و قاسمؓ و فاطمہؓ و ام کلثومؓ و رقیہؓ و زینبؓ و فاطمہؓ را بحضرت امیر المومنین تزویج نمود و تزویج کرد با ابو العاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب را و بعثمان بن عفان ام کلثوم را پیش از آنکہ بخانہ آں رود برحمت الٰہی واصل شد بعد از و

حضرت رقیہ را باتزویج نمود "۔

۸ ـــ حیات القلوب ۲ : ۱۹۱ ،

"وابن بابویہ بہ سند معتبر آں روایت کردہ است کہ از برائے رسول متولد شد از خدیجہ قاسم و طاہر و نام طاہر عبداللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ حضرت امیر المومنین فاطمہ را تزویج نمود و زینب را ابوالعاص بن ربیعہ داد و مردے بود از بنی امیہ و عثمان بن ام کلثوم را تزویج نمود و پیش از آنکہ بخانہ او برود برحمت الٰہی واصل شد، پس بجنگ بدر رفتند حضرت رسول اکرم رقیہ را باو تزویج نمود۔"

ملا باقر مجلسی کی بیان کردہ ان دو روایات سے ثابت ہوا :

(الف) امام جعفر صادق کا ایمان ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئیں ان کے نام زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ ہیں۔

(ب) امام جعفر صادق نے ان کے نام ہی نہیں لئے بلکہ ان کے نکاح میں تفصیل بھی بیان فرمائی۔

(ج) ملا باقر نے ان روایات کی سند کو معتبر قرار دیا۔

(د) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت محبوب تھے اس لئے اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں دے دیں۔ اگر حضور کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلوص اور ایمان کے متعلق شبہ بھی ہوتا تو ہرگز ایسا نہ کرتے اگر کوئی کج فہم یہ کہے کہ حضور نے ڈر کے مارے ایسا کیا یا تقیہ کیا یا مال و دولت کے لالچ میں یہ کیا ہے۔ ایسا شخص نہ شانِ رسالت سے واقف ہے نہ اس کا رسول پر ایمان ہے۔

۹ ـــ حیات القلوب ۲ : ۳۳۰ :

"شیخ طبرسی و علی بن ابراہیم قمی و دیگراں روایت کردہ اند...... و از جملہ آں ہا عثمان بود و رقیہ دختر حضرت رسول کہ زن او بود۔"

علامہ طبرسی اور علی بن ابراہیم قمی جو امام حسن عسکری کا شاگرد ہے دونوں اقرار کرتے ہیں کہ رقیہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔

۱۰ ـــ حیات القلوب ۲ : ۸۹ پر ملا باقر مجلسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے جس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو خطاب کر کے فرمایا۔

"پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در خشم شدہ و گفت بس کن ای حمیرا کہ خدا برکت میدہد زنے را کہ شوہر را بسیار دوست دارد و بسیار فرزند آورد و خدیجہ خدا او را رحمت کند از من طاہر و مطہر را بہم رسانید کہ او عبداللہ بود و قاسم را آورد و رقیہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا و زینب و ام کلثوم از و بہم رسید۔"

۱۱ ـــ حیات القلوب ۲ : ۳۹۱ بدر کے قیدیوں کے ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"تا آنکہ زینب دختر رسول کہ زوجہ ابوالعاص بن ربیع بود گردن بند خود را کہ حضرت خدیجہ باد دادہ بود برائے فدیہ شوہر خود ابوالعاص فرستاد۔"

اس حدیث کو شیخ طبرسی نے اخراج کیا ہے جو معتبر علماء شیعہ سے ہے شیخ طبرسی اور ملا باقر مجلسی کا اقرار ہے کہ حضرت زینب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی۔

مندرجہ بالا گیارہ اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

۱ ـــ قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تین سے زیادہ تھیں۔

۲ ـــ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے میری چار بیٹیاں زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

۳ ـــ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ جو حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

۴ ـــ حضرت فاطمہ اور زینب کو امام جعفر صادق نے حقیقی بہن فرمایا اب اگر کوئی کہے کہ رسول کی ایک ہی بیٹی تھی۔ تو اول قرآن کی آیت پیش کرے کہ ایک ہی بیٹی تھی پھر رسول اللہ کا قول پیش کرے کہ میری ایک ہی بیٹی تھی۔ پھر امام جعفر کا قول پیش کرے کہ حضور کی ایک ہی بیٹی تھی۔ اگر ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکتا اور پھر بھی اس بات پر اصرار کرے کہ حضور کی صرف ایک بیٹی تھی تو ایسا شخص امام جعفر صادق کا مخالف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف اور قرآن کا منکر ہے۔

اب ذرا شیعہ محدث سید نعمت اللہ کی زبانی یکجا تفصیل سنیئے !

انوار نعمانیہ ۱ : ۱۲۴ :- "فاول امرأة تزوجها خديجة بنت خويلد وكانت قبله عند عتيق بن عائذ المخزومی فولدت له جارية ثم تزوجها ابوهالة الاسدی فولدت له هند بن ابی هاله ثم تزوجها رسول الله صلی الله عليه وسلم وربی ابنها هند فاول ما حملت ولدت عبدالله بن محمد والطيب والطاهر ولدت له القاسم اكبر ولده الی ان قال وانما ولدت له ابنان واربع بنات زينب ورقيه وام كلثوم وفاطمه فاما زينب بنت رسول الله صلی الله عليه وسلم فتزوجها ابوالعاص بن الربيع فی الجاهلية فولدت له جارية اسمها امامة تزوجها علی ابن طالب بعد وفات فاطمه وقتل امير المؤمنين عليه السلام وعند امامة فخلف عليها بعده المغيرة بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب وماتت زينب بالمدينة بسبع سنين من الهجرة واما رقية فتزوجها عتبة بن ابی لهب فطلقها قبل ان يدخل بها ولحقها منه اذی فقال اللهم سلط علی عتبة كلبا من كلابك فتناوله الاسد من بين اصحابه وتزوجها بعده بالمدينة عثمان بن عفان فولدت له عبدالله ومات صغير انقره ديك علی عينيه فمرض فمات وتوفيت بالمدينة زمان بدر فتخلف عثمان علی دفنها ومنعه ذلك ان شهد بدرا وقد كان عثمان هاجر الی الحبشة ومعه رقية واما ام كلثوم فتزوجها ايضا عثمان بعد اختها رقية وتوفيت عنده الی ان قال وقد تقدم اختلاف اصحابنا فی ان رقية ام كلثوم هل هما ربيبتاه والحال عندنا لا يتفاوت لان عثمان فی زمن النبی صلی الله عليه وسلم كان مظهر الاسلام وكان النبی صلی الله عليه وسلم يريد تاليف قلوبهم ودخول الاسلام اليها فكان يلاطفهم بانواع اللطائف من الاموال والمناكحات وغيره"

ترجمہ :- پہلی عورت جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا خدیجہ تھی، آپ سے پہلے خدیجہ کا نکاح عتیق سے ہوا تھا اس سے ایک لڑکی ہوئی پھر ابوہالہ اسدی سے نکاح ہوا اور اس سے ایک لڑکا ہند ہوا پھر حضور سے نکاح ہوا اور اس کے لڑکے ہند نے حضور کے گھر پرورش پائی۔ اس سے حضور کے لڑکے قاسم اور طاہر ہوئے۔

حضرت خدیجہ سے حضور کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زینب، رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ۔ زینب کا نکاح ابوالعاص بن الربیع سے زمانہ جاہلیت میں ہوا۔ اس کی بیٹی امامہ پیدا ہوئی جس سے علی بن ابی طالب نے وفاتِ فاطمہ کے بعد نکاح کیا جب امیر المومنین قتل کئے گئے امامہ ان کے گھر تھیں پھر اس سے مغیرہ بن نوفل نے نکاح کیا اور زینب ۷ھ میں مدینہ میں فوت ہو گئی۔ رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی طالب سے ہوا رخصتی سے پہلے اس نے طلاق دی حضور کو اس سے ایذا پہنچی تو فرمایا اللہ اس پر اپنا کوئی کتا مسلط کر! "چنانچہ شیر اسے کھا گیا۔

پھر رقیہ کا نکاح مدینہ میں عثمان بن عفان سے ہوا۔ اس سے ایک لڑکا عبداللہ ہوا جسے بچپن میں ہی مرغ نے آنکھوں کے درمیان ٹھونگ ماری وہ بیمار ہوا اور بدر کے زمانہ میں مدینہ میں فوت ہوا عثمان رضی اللہ عنہ اس کی تجہیز و تکفین کی وجہ سے بدر کی جنگ میں شامل نہ ہو سکے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے حبشہ میں ہجرت کی تو رقیہ ساتھ تھی اور رقیہ کے بعد عثمان کا نکاح ام کلثوم سے ہوا وہ انھیں کے گھر فوت ہوئی۔

اس بارے میں شیعوں کے اختلاف کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ کیا ام کلثوم اور رقیہ حضور کی ربیبہ تھیں یا بیٹیاں ؟

ہمارے نزدیک اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عثمان نے اسلام کا اظہار کیا اور حضور ایسے لوگوں کی تالیف قلب اموال اور مناکحات سے کیا کرتے تھے۔

انوار نعمانیہ کی اس عبارت سے ذیل کے امور ثابت ہوئے۔

۱ ـــ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ سے ہوا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہندہ۔

۲ ـــ نکاح ثانی ابوہالہ سے ہوا جس سے صرف ایک لڑکا پیدا ہوا ہند جس نے حضور کے گھر پرورش پائی یعنی جب حضرت خدیجہ حضور کے نکاح میں آئیں تو ان کی کوئی لڑکی موجود نہ تھی، جن کو ربیبہ بنایا جاتا صرف ایک لڑکا ہند تھا جس کی پرورش حضور کے ہاں ہوئی۔

۳ ـــ حضور کے نکاح میں آنے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیوں کے پیدا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے زینب، ام کلثوم اور رقیہ و فاطمہ۔

بعض کہتے ہیں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں ان دونوں اقوال کی تردید اور نفی معتبر روایات اور احادیث سے ہوتی ہے۔

اور حیات القلوب ۲ : ۷۲۳ پر امام باقر سے بہ سندِ صحیح مرقوم ہے۔

"وابن ادریس بہ سندِ صحیح از امام باقر روایت کردہ است کہ رسول خدا دُختر بدو منافق وادیکے ابوالعاص پسر ربیع وآں دیگرے کہ عثمان بود"۔

ترجمہ :۔ ابن ادریس نے سندِ صحیح کے ساتھ امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضور نے دو منافقوں کو بیٹیاں دیں ایک ابوالعاص بن ربیع دوسرا عثمان۔

ابن ادریس نے امام باقر سے روایت کی ہے اس کا پہلا حصہ ایک حقیقت کا اقرار ہے دوسرا حصہ امام باقر کے ذمے تہمت ہے امام باقر سے یہ توقع نہیں ہوسکتی کہ کوئی ایسی بات فرمائیں جس سے شان رسالت کی توہین ہوتی ہو۔

باقر مجلسی کے قول دوم کے متعلق سید ابوالقاسم کوفی کا مضحکہ خیز بیان دیکھئے !

الاستغاثہ ۱ : ۸۱ ۔ والابنتان طفلتان وکان فی حدثان بتزویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدیجۃ بنت خویلد وکانت ھالہ اخت خدیجۃ فقیرۃ وکانت خدیجۃ من الاغنیاء المومنین بکثرت المال فاما ھند بن ابی ھالہ فانہ لحق بقومہ وعشیرتہ بالبادیۃ وبقیت طفلتان عند امھما ھالۃ اخت خدیجہ فضمت خدیجۃ اختھا ھالۃ مع الطفلتین الیھا وکفلت جمیعھم وکانت ھالۃ اخت خدیجۃ ھی الرسول بین خدیجۃ وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حال التزویج فلما تزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدیجہ ماتت ھالۃ بعد ذلک بمدۃ یسیرۃ وخلفت طفلتین زینب ورقیہ فی حجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم وحجر خدیجہ فربھا "

ترجمہ :۔ حضور اکرم سے نکاح کے وقت خدیجۃ الکبریٰ کی دو خورد سالہ لڑکیاں تھیں۔ اور ہالہ ہمشیرہ خدیجہ غریب تھی اور خدیجہ مالدار تھیں۔

پس ہند بن ابی ہالہ اپنے قبیلہ کے ساتھ جنگل میں چلا گیا اور یہ خورد سالہ لڑکیاں اپنی ماں کے پاس رہ گئیں جو ہالہ بنت خویلد ہمشیرہ خدیجہ تھی خدیجہ نے اپنی بہن ہالہ اور اس کی دونوں بچیوں کو اپنے گھر رکھ لیا اور اُن کی کفالت کرنے لگی۔ خدیجہ کے ساتھ حضورؐ کے نکاح میں یہی ہالہ وکیل تھی جب حضور کا خدیجہ سے نکاح ہوگیا۔ تو کچھ عرصہ بعد ہالہ مرگئی اور یہ دونوں لڑکیاں زینب اور رقیہ حضور کے گھر خدیجہ کے پاس پرورش پاتی رہیں۔

استغاثہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ناول نگار کسی مخصوص مقصد کی بناء پر اپنے ذہن میں ناول کا ڈھانچہ تیار کرچکا ہے اب اس کے لئے اپنی پسند کے مطابق کردار تیار کر رہا ہے جس کا رشتہ جس سے جی چاہے جوڑ دے کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

بہرحال اس میں ایک مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ صاحب استغاثہ نے زینب کو ہالہ کی بیٹی قرار دیا ہے اور حیات القلوب ۲ : ۴۹۲ پر مرقوم ہے وہمیں جماعت اموال ابوالعاص ابن الربیع راکہ پسرِ خواہرِ خدیجہ د شوہر زینب بود۔

ان دونوں علماء کے بیان کو جمع کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ابوالعاص کا نکاح اپنی حقیقی بہن سے ہوا صاحب استغاثہ کی تحقیق کی داد دینی چاہیئے۔ انھیں اپنی تحقیق پر اتنا ناز ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ علماء تو علم انساب سے جاہل ہیں کہتے ہیں :۔

وجادلو فی اشد مجادلۃ فی انھم من خدیجہ ای من ولد خدیجہ فاعلمتھم ان ذلک جھل منھم بنسبھم "

سید ابوالقاسم نے اپنے علم کے زور سے حقیقی بہن بھائی کو شوہر بیوی بنا دیا اور علماء کو اپنی جہالت کی بناء پر یہ ہمت نہ ہوسکی واقعی ہر مردے دہر کارے۔

پہلے باب میں معتبر حوالوں سے تفصیل دی جاچکی ہے کہ :۔

۱ــــ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن صرف ہالہ تھی ، اور ہالہ کا صرف ایک لڑکا ابوالعاص تھا۔

۲ــــ دوسری بہن جس کی ماں دوسری تھی اس کا نام رقیقہ تھا۔

۳ــــ رقیقہ کی صرف ایک لڑکی تھی جس کا نام امیمہ تھا۔

اب زینب، ام کلثوم اور رقیہ کو ربیبہ ثابت کرنے کے لئے ان کی کوئی تیسری بہن تلاش کرنی پڑے گی۔ اور ان تین خواتین کو اس کی بیٹیاں بنا کر حضرت خدیجہ کے ہمراہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آنا ثابت کرنا پڑے گا۔ تاریخ اس معاملے میں ساتھ نہیں دیتی۔ اس کا تو اعلان ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی ایک حقیقی بہن اور ایک ماں کی طرف سے سوتیلی اور ان دونوں کے ہاں اس نام کی کوئی لڑکی پیدا ہی نہیں ہوئی۔

پس افسانہ نگاری اور ناول نویسی کا سہارا لینا پڑے گا۔ اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو ،

حیات القلوب ۲ : ۷۲۸ ، سید مرتضیٰ اور شیخ طوسی نے روایت کیا ہے۔

"چوں آں حضرت خدیجہ را تزویج نمود او باکرہ بود و بعقد شوہر دیگر پیش آنحضرت نیامدہ بود"

مُلا باقر کہتا ہے کہ "قول اول اشہر است"۔

قول اول وہی ہے جو متعدد روایات میں پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ حضرت خدیجہ کے پہلے خاوند عتیق بن عائذ اور ابو ہالہ تھے۔

ان علمائے کرام کے مختلف بیانات کو جمع کرنے سے انسان اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ان حضرات نے واقعی تاریخ کو ناول اور افسانہ بنا دیا مثلاً ،

۱ ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے اور پھر ابو ہالہ سے ہوا۔ (حیات القلوب ۲ : ۹۱)

۲ ۔ حضرت خدیجہ سے حضور اکرم کی چار بیٹیاں تھیں زینب ، رقیہ ، ام کلثوم و فاطمہ۔ (اصول کافی ۱ : ۱۴۷) (خصال شیخ صدوق ۲ : ۱۶) (حیات القلوب ۲ : ۷۱۸)

۳ ۔ حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن صرف ہالہ تھی۔ اس کا ایک ہی لڑکا تھا جس کا نام ابوالعاص تھا۔ (نسب قریش : ۲۲۹)

۴ ۔ حضرت خدیجہ کی سوتیلی بہن صرف رقیقہ تھی جس کی بیٹی امیمہ تھی۔ (نسب قریش ۲۲۹)

۵ ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی زینب کا نکاح ہالہ کے بیٹے ابوالعاص سے ہوا۔ (شیخ صدوق ۲ : ۱۶۷)

۶ ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عتیق سے ایک بیٹی ہوئی (ہندہ) (انوار النعمانیہ ۱ : ۱۲۴)

۷ ۔ حضرت خدیجہ کے ہاں ابو ہالہ سے صرف ایک لڑکا ہند پیدا ہوا۔ (انوار النعمانیہ ۱ : ۱۲۴)

۸ ۔ اس میں ہمارے (شیعہ) علماء کو اختلاف ہے کہ زینب ، رقیہ ، ام کلثوم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تھیں یا ربیبہ تھیں۔ (انوار النعمانیہ ۱ : ۱۲۴)

۹ ۔ رقیہ اور ام کلثوم ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ (حیات القلوب ۲ : ۷۱۹)

۱۰ ۔ زینب اور رقیہ ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور حضور کی ربیبہ۔ (الاستغاثہ ۱ : ۸۱)

۱۱ ۔ ابو ہالہ کا بیٹا ابوالعاص ہالہ کا شوہر تھا۔ (حیات القلوب ۲ : ۴۹۲)

۱۲ ۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ سے ہوا تو وہ کنواری تھیں۔ (حیات القلوب ۲ : ۷۲۸)

ان متضاد بیانات کو پڑھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ تاریخی واقعات ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ ناول نویسی ہے جب چاہا جس کردار کو چاہا جیسے چاہا بدل دیا۔

بناتِ رسُول کو ربیبہ کہنا تاریخی اعتبار سے اور علم انساب کے لحاظ سے بالکل غلط ثابت ہوگیا اب ربائب کو بنات کہنا قرآنی اعتبار سے غلط ہونا ملاحظہ کیجئے !

انوار النعمانیہ ۱ : ۱۲۵ :۔ "فزید بن حارثہ وکان لخدیجہ اشتراہ لھا حکیم بن حزام باربعمائۃ درھم فوھبتہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعتقہ وزوجہ ام ایمن فولدت لہ اسامۃ فتبناہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یدعیٰ زید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انزل اللہ تعالیٰ ادعوھم لآبائھم "

ترجمہ :۔ زید بن حارثہ حضرت خدیجہ کے غلام تھے حکیم بن حزام نے انھیں خدیجہ کے لئے چار سو درہم میں خریدا تھا۔ حضرت خدیجہ نے یہ حضور اکرم کو ہبہ کردیا۔ حضور اکرم نے انھیں آزاد کردیا ام ایمن سے نکاح کردیا ان سے اسامہ پیدا ہوئے۔ ان کو حضور اکرم نے متبنیٰ بنالیا۔ ان کو زید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلایا جاتا ہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

"اُدعُوھم لِآبائھم الخ"

یہی بیان تفسیر حسن عسکری ص۲۷۱ پر بھی موجود ہے۔

فترکوا ذلک وجعلوا یقولون زیدا ۔ خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ربائب یا متبنیٰ کو اپنے والد کے بغیر کسی دوسرے کی طرف نسبت کرکے بلانا حرام ہوگیا اور ترک کردیا۔

ربیبہ کا معاملہ تاریخی اور قرآنی ہر دو اعتبار سے غلط ثابت ہوگیا اور علماء شیعہ کے بیانات سے واضح ہوگیا کہ حضور کی چار بیٹیاں تھیں زینبؓ ، ام کلثومؓ ، رقیہؓ ، فاطمہؓ۔

شیعہ مذہب کی حدیث کی چوٹی کی کتاب کافی ہے جس کے مصنف محمد یعقوب کلینی ہیں جن کو حجۃ الاسلام اور ثقۃ الاسلام کے لقب سے ملقب کرتے ہیں یہ کتاب اُن کے بقول امام مہدی کے منظور شدہ اور تصدیق شدہ ہے۔ کافی میں ثقۃ الاسلام نے جو بیان کیا ہے وہ معمول بہا ہے یہ صاحب علی بن ابراہیم قمی کا شاگرد ہے۔ یہ امام حسن عسکری کا شاگرد ہے۔

تو صاحب کافی کی رائے دراصل امام حسن عسکری کی رائے ہوئی تو کافی میں بیان ہوچکا ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے چار بیٹیاں تھیں۔

حوالہ گذر چکا ہے۔

باب سوم

بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے متعلق چند غلط فہمیاں اور اُن کا ازالہ

۱ ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کے نکاح کے وقت اس امر کا کوئی خیال نہ کہ اپنی بیٹیاں مسلمانوں یا کافروں یا منافقوں کے نکاح میں دے دی جائیں اس لیئے عتبہ عتیبہ پسران ابولہب اور ابوالعاص بن الربیع اور حضرت عثمان بن عفان کو بیٹیاں دے دیں۔

۲ ۔ یہ بات کوئی انوکھی نہیں کیونکہ فرعون کے گھر آسیہ مسلمان اور حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویاں کافرہ تھیں۔

مخالفین کی طرف سے دو یہ غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں یا پیدا کی جا سکتی ہیں اس لیئے ان کا ازالہ ضروری ہے۔

(۱) حیات القلوب ۲ : ۷۱۸ ، ۷۱۹

ازاں باشد کہ حق تعالیٰ حرام گرداند دختراں دادن بکافراں باتفاق مخالفاں حضرت زینب را بابوالعاص تزویج نمود در مکہ دستے کہ او کافر بود وہم چنیں رقیہ وام کلثوم بنا بر میان مخالفان بعتبہ وعتیبہ کہ پسران ابولہب بودند وکافر بودند تزویج نمود بود۔

دوسری جگہ : " مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چہار نفر بودند وہمہ از حضرت خدیجہ بوجود آمدند اول زینب وحضرت پیش از بعثت وحرام شدن دختر بکافراں دادن او را بابی العاص بن الربیع تزویج نمود۔

ترجمہ : پیشتر اس کے کہ کافروں کو لڑکی کا رشتہ دینا حرام قرار دیا گیا مکہ میں حضرت نے زینب کا نکاح ابوالعاص بن الربیع سے کیا جبکہ وہ کافر مشہور تھا۔ اور رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح ابولہب کے بیٹوں سے کیا جبکہ کافروں سے لڑکی لینا، دینا حرام نہیں کیا گیا تھا۔

مشہور مذہب یہی ہے کہ آنحضرت کی چار بیٹیاں تھیں اور چاروں حضرت خدیجہ کے بطن سے تھیں۔ اول زینب جس کا نکاح حضور نے ابوالعاص سے اس وقت کیا جب کافر کو لڑکی دینا حرام قرار نہیں دیا گیا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عتبہ اور عتیبہ سے اپنی بیٹیوں کا نکاح اس وقت کیا جب کافروں کو بیٹی کا رشتہ دینے کی ممانعت کا حکم نازل ہی نہیں ہوا تھا اور حکم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ حضور کی بعثت اور نزول وحی کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے یہ نکاح ہوئے اور حلال و حرام کی تعیین تو نزول وحی کی وجہ سے ہوئی پھر عتبہ اور عتیبہ سے جدائی بھی ہو گئی۔ رہا ابوالعاص اور حضرت عثمان کا سوال تو حضرت زینب ۸ھ میں فوت ہوئیں۔ اسی طرح ام کلثوم بھی ۹ھ میں فوت ہوئیں۔ ابتدائے وحی سے ۸ھ تک طویل عرصہ تک اپنے خاوندوں کے نکاح میں رہیں۔ اگر یہ دونوں کافر یا منافق تھے تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ قرآن مجید نے حکم دیا :-

(۱)۔ " ولا تنکحوا المشرکین حتیٰ یومنوا "

(۲)۔ " ولا تنکحوا المشرکٰت حتیٰ یؤمنّ "

(۳)۔ " فلا ترجعوهن الی الکفار لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن "

(۴)۔ " ولا تمسکوا بعصم الکوافر "

یہ چار احکام بڑے واضح ہیں کہ مسلمان عورت مشرک کے نکاح میں مت دو! یہ حلال نہیں کہ مسلمان عورت کافر کے نکاح میں رہے۔

کیا نبی کریم نے ان احکام کا مفہوم نہیں سمجھا؟ اگر سمجھا تو ان پر عمل کیوں نہ کیا؟ کیا نبی اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی کر سکتا ہے؟ کیا یہ شانِ نبوت کے منافی نہیں؟ اگر ابوالعاص اور حضرت عثمان کافر تھے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیاں ان کے ہاں کیوں رہنے دیں؟ اللہ کے حکم کی تعمیل کیوں نہ کی؟

اس الجھن کا حل صرف یہ ہے کہ :-

(۱)۔ یہ تسلیم کرو کہ ابوالعاص اور عثمان مسلمان تھے اور سچے مسلمان تھے۔

(۲)۔ یا یہ تسلیم کرو! کہ نبی اللہ کا باغی ہوتا ہے۔

اگر پہلی بات تسلیم نہ کی جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آدمی دوسری بات کو صحیح تسلیم کرتا ہے پھر اس کا اسلام سے تعلق کیا رہ جاتا ہے؟

اب ایک اُلجھن اور باقی رہ جاتی ہے کہ یہ کافر نہیں تھے بلکہ منافق تھے یعنی اُن کے دلوں میں کفر تھا اور زبان پر اسلام اور ایمان کا اقرار اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیئے چند مقامات قابل غور ہیں :-

(۱)۔ کیا نکاح و طلاق کا تعلق دین سے ہے یا نہیں؟

اس کا جواب ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو جو اسے دین کا حصہ نہ سمجھتا ہو۔

(۲)۔ نکاح اور طلاق جب دین ہی کا حصہ ہے اور دین میں حلال و حرام کی تمیز نہ کی جائے تو دین میں فساد ہی فساد ہے، دین کہاں رہ جاتا ہے۔

(۳)۔ کیا دین کے متعلق کوئی بات نبی اپنی خواہش سے کرتا ہے یا خدا کے حکم سے؟

جواب ظاہر ہے کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

(۴)۔ نکاح و طلاق دین کا حصہ ہے نبی دین میں ہر بات خدا کے حکم سے کرتا ہے تو نبی نے اپنی بیٹیوں کے نکاح خدا کے حکم سے کیئے۔

تفسیر مظہری صفحہ ۲۷۲ :- " قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ ابی ان تزوج وازوج الا اھل الجنة "

ترجمہ :- اور اللہ تعالےٰ کو قطعی طور پر ناپسند ہے میں جنتیوں کے بغیر کسی سے نکاح کروں یا نکاح کر کے دوں۔

اور شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۳ :- " انه علیه الصلوٰة والسلام قال له (عثمان) والذی نفسی بیدہ لو ان عندی مائة بنت یمتن واحدة بعد واحدة زوجتك اخریٰ ھذا جبرائیل اخبرنی ان اللہ یامرنی ان ازوجکھا "

ترجمہ :- حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میری ایک سو بیٹی ہوتی تو میں ایک کی موت کے بعد دوسری تیرے نکاح میں دے دیتا۔ یہ جبریل ہیں انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرح حکم دیا ہے۔

یہ بات اس وقت ہوئی جب حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اُم کلثوم کا رشتہ پوچھا تھا۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ نبی جہاں سے رشتہ لیتا ہے اور جہاں رشتہ دیتا ہے وہ بذریعہ وحی بحکم خدا دیتا ہے۔

اصولی طور پر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین کی ہر بات نبی خدا کے حکم سے بتاتا ہے حضرت عثمان سے نکاح کے معاملے میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد بھی فرمایا اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں حضرت عثمان سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر حضرت عثمان منافق تھے تو :-

۱ ۔ کیا علیم بذات الصدور اور عالم الغیب خدا کو علم نہیں تھا کہ عثمان کے دل میں کھوٹ اور نفاق ہے۔

۲ ۔ اگر علم تھا تو اپنے نبی کو حکم کیوں دیا؟ اگر نبی کریم از خود کرنے لگا تھا تو منع کیوں نہ کیا؟ جبرئیل کو بھیج کر نکاح کرنے کا حکم دینے کی بجائے نکاح سے منع کرنے کا حکم دینا چاہیئے تھا۔

۳ ۔ اگر خدا کو عثمان کے نفاق کا علم نہیں تھا تو ایسے بے خبر خدا پر ایمان لانے کی ضرورت کیا ہے معلوم ہوا کہ علیم بذات الصدور اور عالم الغیب خدا کو علم تھا کہ عثمان کامل الایمان اور سچا مسلمان ہے اس لیئے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کر دو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت کا اندازہ کیجیئے کہ فرماتے ہیں، میری سو بیٹی ہوتی تو عثمان کے نکاح میں دیتا جاتا، اگر پہلی زندہ نہ رہتی۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ بات بعید از عقل ہے کہ ایک طرف اپنے نبی کو حکم دے کہ :- یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم " اور دوسری طرف حکم دے منافق کو ایک بیٹی تو دی تھی اب دوسری بھی دو۔ اور رسول کریم کے متعلق یہ امر بھی بعید از عقل ہے اللہ کے حکم کی مطلق پرواہ نہ کریں وہ جس سے جنگ کرنے کا حکم دے وہ اُسے بیٹیاں دینے لگیں تقابل کے لیئے ایک نظیر ملاحظہ ہو۔

انوار النعمانیہ ۱ : ۲۴۲ :- فلا تتزوج فلا تزوجوہ ان مرض فلا تعودوہ "

ترجمہ :- اگر کوئی (بے نماز) مسلمانوں سے رشتہ مانگے تو اُسے رشتہ نہ دو۔ اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی بیمار پرسی نہ کرو۔

مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ بے نماز کو رشتہ مت دو ! یہ حرام ہے اور بے نماز بہت بڑا گنہگار ہے پھر بھی مسلمان تو ہے مگر نبی کو حکم دیا جاتا ہے کہ منافق کو بیٹی دے دو ۔
پس معلوم ہوا کہ نہ خدا بے خبر ہے نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نافرمان ہیں نہ عثمان رض منافق ہیں بلکہ ع

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا ست

رہا فرعون اور آسیہ کا معاملہ، تو اس میں چند امور قابل غور ہیں :

۱ - جب ساحرینِ فرعون کو حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو فوراً ایمان لے آئے ۔ آسیہ نے شکست ساحرین کے بعد ایمان کا اظہار کیا وہ بھی فوری طور پر ایمان لائی ۔
۲ - آسیہ کا ایمان اجمالی تھا کیونکہ توریت تو غرق فرعون کے بعد نازل ہوئی
۳ - آسیہ نے جب ایمان کا اعلان کیا تو فرعون نے اسے قتل کر دیا ۔
۴ - موسوی شریعت اور تھی محمدی شریعت اور ہے ۔

لہذا اس سلسلے میں فرعون اور آسیہ کو نظیر بنانا محض تکلفِ بے جا ہے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کے متعلق دو امور قابلِ توجہ ہیں :

۱ - اُن کی شریعت جدا تھی ۔
۲ - ان کی بیویاں قوم کے ساتھ ہلاک ہوگئیں ۔

لہٰذا ان کو نظیر بنانا بے محل اور بے معنی ہے حضرت لوطؑ کے متعلق مفسرین نے وضاحت کی ہے ۔ "قال یٰقوم ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم وکان فی امتہ یجوز تزویج الکافر بالمسلمة فان تزویج المسلمات من الکفار کان جائزا - وقال مجاھد وسعید بن جبیر اراد نساء قومہ واضافھن الی نفسہ لان کل بنی ابو امتہ من حیث الشفقة والتربیة وھذا القول اولی لان اقدام الانسان علی عرض بناتہ علی الاوباش والفجار مستبعد لا یلیق لاھل المرؤة فکیف بالانبیاء وایضاً بناتہ لا تکفی الجمع العظیم اما بنات امتہ ففیھن کفایتہ لکل ۔" (تفسیر جمل)

ترجمہ : یہ میری لڑکیاں ہیں تمہارے لئے پاکیزہ ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی شریعت میں کفار کا نکاح مسلمانوں سے جائز تھا اور مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس لفظ سے حضرت لوط علیہ السلام کی مراد اپنی قوم کی لڑکیاں تھیں اپنی طرف اس لیے نسبت کی کہ نبی اپنی قوم کے لیے باعتبار شفقت اور تربیت کے بمنزلہ باپ ہوتا ہے اور یہ قول افضل ہے کیونکہ کوئی انسان گوارا نہیں کرسکتا کہ اپنی بیٹی کسی اوباش اور فاسق فاجر کو دے تو جو بات اہلِ مروت کے ہاں معیوب ہو وہ بھلا نبی کو کیسے زیب دیتی ہے اور لوط بھلا اپنی دو تین بیٹیاں ساری قوم کو کیسے پیش کر سکتے تھے ۔ لہٰذا بناتِ اُمت ہی مراد ہے ۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ :

(۱) ۔ حضرت لوط علیہ السلام کی شریعت میں کافر اور مومن کا نکاح جائز تھا ۔
(۲) اس کے باوجود حضرت لوط نے اپنی بیٹوں کے متعلق نہیں فرمایا تھا ۔
(۳) اُمت کی عورتیں نبی کی بیٹیاں ہی سمجھی جاتی ہیں ۔

اس لیے حضرت عثمان کے نکاح کے سلسلے میں حضرت لوط کی نظیر بے محل اور تکلف محض ہے ۔

اب ایک جاہلانہ اعتراض بھی بیان کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا ۔
اگر کہا جائے کہ سید زادی کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہے ؟ رسول اللہ کی بیٹیاں تو سید زادیاں ہوئیں ۔ اس کے جواب میں کہہ دینا کافی ہے کہ سید کا اطلاق حضرات حسنینؓ کی اولاد پر کیا جاتا ہے گو یہ کوئی تحقیقی مسئلہ نہیں پھر اگر اسے درست تسلیم کیا جائے تو حضرت علی کو سید کیسے کہیں گے ؟ (حیات القلوب ۳ : ۴۵)

" واکثر گویند کہ بنا بر احتمالات کہ مذکور شد می باید کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام داخل عترت نباشد ۔ جواب میگوئم کسے کہ عترت را مخصوص باولاد او می داند شیعہ می گویند کہ حضرت امیر المومنین ہر چند کہ ظاہر لفظ عترت آں حضرت را شامل نیست اما پدر عترت است و بہتر "

ترجمہ : اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ مذکور شدہ احتمالات کی وجہ سے امیر المومنین عترت یعنی اہلِ بیت یعنی سادات میں داخل نہیں ۔ میں جواب میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص سادات کو امیر المومنین کی اولاد کے ساتھ مخصوص کرتا ہے تو شیعہ کہتے ہیں کہ اگرچہ امیر المومنین کو ظاہر لفظ کے اعتبار سے سادات میں شمار نہیں کیا جا سکتا لیکن وہ سادات کے والد ہیں اور ان سے بہتر ہیں ۔

بات صاف ہوگئی کہ حضرت علی درحقیقت سید نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر سید سیدوں سے افضل ہے لہذا اس کو بیٹی دینا بھی افضل ٹھہرا اگر خود حضرت علی سید ہیں تو ان کے تمام بھائی اور ان کی اولاد پر سید کے لفظ کا اطلاق درست ہے ۔ ان کو سید کیوں نہ کہا جائے اور

انوار نعمانیہ ۱ : ۱۲۵ : " اما اولادہ فھم سبعة عشرون ولدا ذکر او انثی ا " حضرت علی کی اولاد ستائیس لڑکے لڑکیاں ہیں (اٹھارہ لڑکے اور نو لڑکیاں ۔

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سید کہا جائے تو ان کے بچوں کو سیدزادے اور سیدزادیاں کیوں نہ کہا جائے صرف حسنین اور ان کی اولاد کو ہی سید کیوں کہا جائے ۔
آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت علی المرتضٰی کی رائے کا ذکر کر دیتا ہوں :

نہج البلاغہ ۱ : ۳۷۳ : " قلت من صھرہ مالم ینالا " (اے عثمان) تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے رشتہ دامادی کی وجہ سے اس بلندی مرتبہ کو پہنچا جہاں صدیق و فاروق نہ پہنچے ۔
یہ ۱۹۵۶ء ہے اس رسالہ میں جو حقائق بیان ہوئے ہیں ان کے متعلق اگر کسی کو شبہ یا اعتراض یا غلط فہمی ہو تو میری زندگی میں مجھ سے بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت وضاحت کرا سکتا ہے ۔

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رءوف الرحیم ؁

(مولانا) اللہ یار خان آف چکڑالہ

حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فروری ۱۹۸۴ء میں وصال فرما گئے اب رسالہ میں جو حقائق بیان ہوئے ہیں ان کے متعلق اگر کسی کو شبہ یا اعتراض یا غلط فہمی ہو تو آپ کے جانشین مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی سے بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت وضاحت کرا سکتا ہے ۔

(ادارہ)